هفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۹ مارچ ۱۹۶۲ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

آہ! احمد علیؒ

ذوقیؔ مظفر نگری

مشعلِ دیں پرتوِ روئے نبیؐ خاموش ہے — چشمِ عرفاں جس کی طالب ہے، وہی خاموش ہے
مسجدِ زنداں میں جس نے دی صدائے حق ہمیش — وہ امام الانبیاءؐ کا مقتدی خاموش ہے
موت کی آندھی سے فانوسِ خطابت بجھ گیا — ظلمتوں میں درسگاہِ زندگی خاموش ہے
شیخِ تفسیرؒ احادیثِ نبیؐ کیا چپ ہوا — آج اقلیمِ نبیؐ کی ہر گلی خاموش ہے
ابنِ ماجہ اور کیا مشکوٰۃ غم میں ہیں نڈھال — اب بخاری مضطرب ہے ترمذی خاموش ہے
مضمحل کیونکر نہ ہو خدام الدین کا ہر نفس — سرپرستِ ترجمانِ زندگی خاموش ہے
آہ اے پیرِ طریقت آہ شیدائے رسولؐ — ذکر کی مجلس میں جذبِ سرمدی خاموش ہے
دھندلا دھندلا ہے نگاہوں میں جہانِ آرزو — اور ایسے میں چراغِ آگہی خاموش ہے
اب خدا ہی راہبر ہے ملتِ اسلام کا — منزلیں ساکت ہیں صوتِ راہبری خاموش ہے
جس کے جلووں سے تھا روشن ممبرِ ختم الرسلؐ — گوشۂ تربت میں اب وہ روشنی خاموش ہے
اس کے ایک ایک لفظ میں پنہاں ہے تقریرِ وفا — جس کتابِ غم کا عنوانِ جلی خاموش ہے
جس سے لرزاں بدعتی مرعوب ہر تربت پرست — وہ حقیقی اہلِ سنت وہ ولی خاموش ہے
کس سے پوچھے جائینگے حسنِ طلب کے مسئلے — واقفِ اسرارِ پیغمبری خاموش ہے
جس طرف نظریں اٹھاتا ہوں فضا ہے سوگوار — مبتدی غرقِ الم ہیں منتہی خاموش ہے
آؤ سب مل جل کے تعمیلِ رسالت کو اٹھیں — ہم کو یہ پیغام دے کر اک ولی خاموش ہے

کس سے اب ذوقیؔ بہارِ عشق کے نغمے سنے
بلبلِ گلزارِ دیں احمد علیؒ خاموش ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۷ | ۲ شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ مارچ ۱۹۶۲ء | شمارہ ۴۵

محکمہ تعلیم و محکمہ جیلخانجات کا منظور شدہ

اس شمارہ میں

فون نمبر ۶۷۵۴۵

شرح چندہ

سالانہ:۔ گیارہ روپے ششماہی:۔ چھ روپے
سہ ماہی:۔ تین روپے فی پرچہ:۔ چار آنے

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں
چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے۔

اداریہ

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ

مغربی تہذیب کا ایک نمونہ

پشاور اور راولپنڈی کے اخبارات میں یہ خبر چھپی ہے کہ:۔

"پشاور ۱۱ر فروری ۶۲ء (اسٹاف رپورٹر) کل یہاں ایک سینما ہال میں ہنگامہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ ہوا یہ کہ ایک نوجوان لڑکا اپنی گرل فرینڈ (یعنی دوست لڑکی) کے ساتھ سینما ہال میں داخل ہوا تو دیکھا۔ کہ اس کی بہن اپنے بوائے فرینڈ (یعنی دوست لڑکے) کے ساتھ بیٹھی ہے نوجوان کا خون کھول اٹھا۔ اور وہ بڑے غصے سے اپنی بہن کے دوست لڑکے کے پاس پہنچا اور اس کی اور اپنی جان ایک کرنے والا تھا کہ اس کی گرل فرینڈ یعنی خود اس کی دوست لڑکی نے اس کو روک لیا اور بتایا کہ تمہاری بہن کا یہ دوست لڑکا میرا سگا بھائی ہے۔ اس کے بعد دونوں بوائے فرینڈ اپنی اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ بیٹھ کر فلم دیکھنے لگے"۔ یعنی دونوں لڑکے اپنی اپنی دوست لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔

ان اخبارات نے اس خبر کی مختلف سرخیاں دی ہے۔ کسی نے "حسنِ اتفاق" سرخی جمائی ہے حالانکہ یہ سوءِ اتفاق بلکہ بدبختی ہے۔ کسی نے "تہذیب حاضر" سرخی لکھی ہے۔ حالانکہ حسب فرمان حضرت حکیم الامت تھانویؒ یہ تہذیب نہیں تعذیب (عذاب الہٰی) ہے۔ کسی نے سرخی میں لکھا ہے "نئی تہذیب کے انڈے" اس سرخی میں بھی تصریح ہونی چاہئے۔ کہ "نئی تہذیب کے گندے انڈے"۔ مغرب کی کورانہ تقلید اسے کہتے ہیں۔ کہ سوچے سمجھے بغیر اس کو اپنا لیا جائے چاہے اس کے اپنانے میں دین و ایمان کا ضیاع، قومی خصوصیات فنا، غیرت و حیا کا خاتمہ بلکہ انسانیت کی مخالفت ہی کیوں نہ ہو۔

ہم نے اسی قسم کے ایک عجیب و غریب غیرتمند صاحب کا واقعہ سنا۔ وہ نوشہرہ میں دعہد فرنگی میں افسر لگے ہوئے تھے بعد میں ترقی کے بڑے بڑے مدارج طے کئے۔ اس کو بھی تقلید یورپ کا ہیضہ تھا۔ وہاں یہ رواج ہے کہ دوستوں اور رشتہ داروں کو رخصت کرتے وقت ایک دوسرے کے بوسے لیتے ہیں۔ گھر کی کسی بڑی بی یا نانی دادی اماں کا اپنے برخورداروں کا بوسہ لے لینا ہمارے ہاں بھی عیب نہیں سمجھا جاتا۔ مگر یاروں دوستوں اور بوڑھوں جوانوں اور مردوں عورتوں کا بلاتمیز محرم و نامحرم کے رخصت و وداع کے وقت چٹاخ پٹاخ شروع کر دینا یہ بھی مغربی تہذیب کا مخصوص انڈا ہے۔ تو نوشہرہ کے دیسی صاحب بہادر کا واقعہ یوں سنا ہے کہ وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ بعض دوستوں کو الوداع کہنے گئے تھے۔ آخری وقت میں بعض دوستوں نے اس صاحب بہادر کی بیوی کی طرف وداعی بوسہ کی نیت سے بڑھنا چاہا بلکہ بڑھ ہی گئے۔ بیوی صاحبہ چونکہ دیسی اور ابھی اتنی ٹرینڈ اور بے باک نہیں ہوئی تھیں اس لئے ہچکچاہٹ اور مارے شرم کے ذرا پیچھے کو کھسک گئیں۔ صاحب بہادر نے یہ دیکھ کر

اپنی اس بیوی کو پیچھے سے دھکیل کر فریضۂ (رسم بوسہ بازی) کی تکمیل کے لئے آگے بڑھا دیا۔

آپ اس قسم کی باتیں سن کر تعجب نہ کریں۔ انگریز کی محبت دلوں سے ایمان کی سفیدی کو اس طرح چاٹتی ہے جس طرح جاذب، کاغذ سے سیاہی کو چاٹ لیتا ہے۔ بلکہ جاذب تو کاغذ پر کچھ نشان باقی بھی رہنے دیتا ہے مگر نصاریٰ کی محبت نور ایمان کی ایک کرن بھی باقی نہیں رہنے دیتی۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ (جو تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا وہ یقیناً انہی میں سے ہوگا) علماء نے فرمایا ہے کہ نصاریٰ سے دلی دوستی رکھنے والوں کا حشر قیامت کے دن نصاریٰ کے ساتھ ہوگا۔ العیاذ باللہ العظیم

شیطان نے اسلامی عظمت کو پارہ پارہ اور اہل اسلام کی ناقابلِ شکست قوت کو درہم برہم کرنے کے لئے جتنا کام یورپ کے بچھائے ہوئے جالوں سے لیا ہے اتنا اور کسی چیز سے نہیں لیا۔ بلکہ سچ پوچھیں تو اس سلسلہ میں یورپ شیطان کا استاد رہا ہے۔

متحدہ ہندوستان میں انگریزی عملداری کے اثرات کا اندازہ لگانا ہو تو دو سو سال پہلے کے بزرگوں کی صورتوں اور موجودہ تہذیب کی اولاد کی صورتوں کا مقابلہ کر لیجئے۔ اگر ہمارے ہاں کے بعض طبقات کے افراد نصاریٰ، کرسٹانوں اور ہندوؤں کے ساتھ ننگے سر بیٹھے ہوں تو مسلمان اور کافر کی تمیز مشکل ہوگی ممکن ہے پرانے قسم کا ہندو سر کی چوٹی کی وجہ سے پہچان لیا جائے مگر اوروں میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔ یہی حال بیگمات (لیڈیوں) کا ہے۔ تہذیب نو کے غلبے کا یہ حال ہے کہ آج کل کی اونچی سوسائٹی والے تشریف رکھتے ہوں اور نماز کا وقت آ جائے تو نماز کا نام لینا یا نماز کے لئے وقیانوسیت (اولڈ فیشن) کا مصداق کہلاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

ناچنا یوں بھی برا کام ہے پھر عورتوں کا ناچنا اور مردوں کے سامنے، خدا کا غضب ہے کہ اب مرد اور عورتیں سب ناچنے لگ گئے ہیں۔ ناچنے کی باقاعدہ سکھلائی اور سکھائی ہوتی ہے۔ جب یورپ اور امریکہ کے وزراء اور صدر صاحبان ڈانس (ناچنا) کو عیب نہ سمجھیں۔ بلکہ بہترین سامان تفریح قرار دیں۔ اور وہاں کی تقریبات کا یہ جزو لاینفک ہو تو پھر دلدادگان فرنگ اس کار ثواب سے کیسے بے بہرہ رہ سکتے ہیں۔

ایک وقت تھا کہ کسی کی بیوی یا بہن مجال کیا کہ کسی غیر مرد کو دیکھ کر مسکرا جائے۔ اسی وقت غیرت سے خون کھولنے لگتا۔ بلکہ پٹھانوں کے ہاں اتنی بات باعث قتل ہو جایا کرتی۔ اب بھی بہت سے علاقے ہیں جہاں ناجائز تعلقات رکھنے والے جوڑے کو خود اپنے اپنے رشتہ دار قتل کر دیتے ہیں۔ آپ ذرا انسانی فطرت پر نگاہ کر کے غور فرمائیں کہ جب ایک مرد کسی نامحرم عورت سے خلوت میں نشست و برخاست یا باغوں میں ٹہلنے کو پسند کرتا اور اس کے ہمراہ ناچنے میں لطف محسوس کرتا ہے تو اس سے یہ کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ میسّر ہو تو وہ منہ کالا کرنے سے باز رہے گا۔

پشاور کے اخبارات نے مندرجہ بالا خبر نقل کر کے لکھا ہے کہ معلوم نہیں کہ یہ سینما دیکھنے والے دوستوں کے دو جوڑے کہاں کے تھے۔

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ یہ کون تھے اور کہاں کے تھے ہمیں تو مسلمانوں کی غیرت کا ماتم کرنا ہے جب سینما ہوں گے ایسے واقعات پیش آتے رہیں گے جب تک ہمارے رگ و ریشہ میں نصرانی تہذیب سرایت کئے

(باقی صـ۱۵ پر)

مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

نصرت قریشی

صاحب دل، پیکرِ ایثار تھے احمد علیؒ
زندگی کی دولتِ بیدار تھے احمد علیؒ

عشقِ مذہب کی لگا دیتے تھے جو سینوں میں آگ
وہ خطیبِ آتشیں گفتار تھے احمد علیؒ

جس کو چھانا تھا عمامے میں عبیدؒ اللہ نے
اس لئے توحید سے سرشار تھے احمد علیؒ

ہو گیا قرآن کی تفسیر سے سب پر عیاں
ترجمانِ احمدؐ مختار تھے احمد علیؒ

ہے یہ ظاہر ریشمی رومال کی تحریک سے
حریت کے قافلہ سالار تھے احمد علیؒ

علمِ ظاہر کی متاعِ بے بہا سے فیضیاب
علمِ باطن کے امانتدار تھے احمد علیؒ

سرنگوں تھی جن کی چوکھٹ پر کلاہِ افتخار
وہ غلامِ سیدّ الابرار تھے احمد علیؒ

جس نے بے دینی کے طوفانوں کو پسپا کر دیا
دین کی وہ آہنی دیوار تھے احمد علیؒ

اک طرف تھے وہ امیرِ مجلسِ خدام الدین
اک طرف منجملۂ احرار تھے احمد علیؒ

جس کا لوہا مانتا ہے آج بھی برطانیہ
قوم کی وہ تیغ جوہر دار تھے احمد علیؒ

میں بھی اے نصرت انہیں کے کفش برداروں میں ہوں
جن بزرگانِ وطن کے یار تھے احمد علیؒ

ؒ مولانا عبیداللہ سندھیؒ

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۴ر رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۲ر مارچ ۱۹۶۲ء

جس کو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ نے تحریر فرمایا تھا

حضرت شیخ التفسیر رحمة الله علیه کی عادت مبارك یه تھی که جوں جوں مشاغل بڑھتے جاتے موصوف اپنے فرائض کی ادائیگی میں زیادہ انضباط، یکسوئی، اور انہماك سے کام لیتے چنانچه خطبه جمعه جو لکھنا شروع کیا تو باوجود پیرانه سالی، بیماری، عدیم الفرصتی کے کبھی اس کا ناغه نه ہونے دیا، بلکه سفر مبارك حج و عمره کے پیش نظر کئی کئی خطبے قبل از وقت تیار رکھتے سو گذشته ہفته آپ نے اس دنیائے فانی سے کناره کشی اختیار کی تو ہمیں آپ کے کئی غیر مطبوعه خطبے دستیاب ہوئے ایك خطبه احقر نے جمعة الوداع کے روز پڑھ کر سنایا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے

(عبید اللہ انور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْدُ

شیطان نے لوگوں کو ان کی بداعمالیاں اچھی کر دکھائیں

آج چودھویں صدی ہیں جو علماء کرام پیغام حق کتاب و سنتہ سے نکال کر پہنچا رہے ہیں۔ ان کے خلاف شیطان لعین عوام الناس سے مخالفت کرا رہا ہے۔ جو علماء کرام کتاب و سنتہ سے احکام پہنچاتے ہیں انہیں وہابی بنا دیتا ہے۔ وہابی کا لفظ ایک ہوّا بنا رکھا ہے۔ ورنہ وہابیت کیا ہے۔ اس کے علماء کو بھی معلوم نہیں۔ کیونکہ سارے نصاب تعلیم عربیت ہیں وہابی کی تاریخ ہے نہیں۔ اب ساری عرضداشت کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ وہابیت کی تاریخ علماء کرام کو بھی معلوم نہیں اور ہر جاہل کے موہنہ ہیں وہابیت کا لفظ ہے۔ شیطان نے کس طرح لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ اللھم احفظنا عن شرہ برحمتك یا ارحم الرحمین۔ آمین۔

مقصد نزول قرآن مجید

قولہ تعالیٰ (وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝) (پارہ ۱۴ سورۃ النحل رکوع ۸)

ترجمہ۔ اور ہم نے اسی لئے تجھ پر کتاب اتاری ہے۔ کہ تو انہیں وہ چیز کھول کر سنا دے جس ہیں وہ جھگڑ رہے ہیں۔ اور ایمان واروں کے لئے ہدایت اور رحمت بھی ہے۔

حاصل

مقصد نزول قرآن مجید یہ ہے۔ تاکہ وہ لوگ جن مسائل ہیں جھگڑ رہے ہیں۔ ان ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ کن بات پہنچا دے۔ اور یہ فرمان الٰہی یعنی قرآن مجید ایمانداروں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور رحمت بھی ہے۔ اللھم اجعلنا من اہل الایمان۔ آمین یا اله العلمین

حاشیہ مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم اور مردہ دلوں کو زندہ کر دے گا۔ اگر توجہ قلبی اور انصاف سے سنیں گے۔

ایمان واروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

کیوں

اس لئے کہ ایماندار لوگ اللہ تعالیٰ کے ہر ارشاد کو دل سے مان لیتے ہیں۔ اس لئے وہ ارشاد الٰہی ان کے لئے ہدایت اور رحمت بن جاتا ہے

اور

بے ایمان لوگ چونکہ ارشاد الٰہی کو دل سے مانتے نہیں اس لئے وہ ارشاد الٰہی نہ ان کے لئے صحیح راہ نمائی کا سبب بنتا ہے ہے۔ نہ اس پر عمل کرنے کے باعث اللہ تعالےٰ کی رحمت ان پر نازل ہوتی ہے۔ اللھم احفظنا عن ھذا الطریق

اسی لئے تو قرآن مجید کو یہ لقب دیا جا سکتا ہے

کہ قرآن مجید من جانب اللہ تعالےٰ نظام العمل حیات انسانی ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۤءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

جب قرآن مجید کو نظام عمل مان لیا گیا

اب صحیح معنوں ہیں مسلمان وہی ہوگا جو اس قرآن مجید کو اپنا دستور العمل مان لے

دعا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اس دستور العمل خداوندی کو اپنانے کی عطا فرمائے۔ اور ہر کلمہ گو کو جنت الفردوس ہیں پہنچائے۔ آمین یا الہ العالمین

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کا درجہ ہے

کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید ہیں

فرماتا ہے
قولہ تعالیٰ (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰى ٥)
(سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ - اور نہ وہ (پیغمبر
اپنی خواہش سے کچھ کہتا
ہے - یہ تو وحی ہے
جو اس پر آئی ہے -

یعنی

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ زبان مبارک سے فرماتا ہے - وہ وحی ہے - جو خدا تعالےٰ کی طرف اس (پیغمبر) پر نازل ہوتی ہے -

علمائے دین ہی

سمجھ سکتے ہیں - جو قواعد عربیہ کو جانتے ہیں - کہ ما اور الا کلمہ حصر کا ہے - یعنی جو کچھ فرماتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ پر وحی ہوتی ہے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہر فرمان وحی تو ہے
البتہ متقدمین علماء کرام سے لیکر
متاخرین اہل حق علماء کرام
تک یہ عقیدہ چلا آرہا ہے

کہ وحی کی دو قسمیں ہیں

ایک وحی جلی کہلاتی ہے - جو جبرئیل علیہ السلام لاکر آپ تک پہنچاتے ہیں - اور وہ ہے قرآن مجید - اور دوسری وحی خفی کہلاتی ہے جسے اللہ تعالےٰ آپ کے دل میں خود القا فرماتے ہیں - اسے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے -

تحقیق تو یہی ہے

جو عرض کر چکا ہوں - آج کل ایک مسلمانوں کا فرقہ حدیث شریف کا منکر ہو رہا ہے - اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں - کہ انہیں راہ راست پر لائے - اور پھر قدیم عقیدہ پر آنے کی توفیق عطا فرمائے - تاکہ مستقبل کے نتائج بد سے بچ جائیں
وما علینا الا البلاغ

قولہ تعالیٰ (تَاللّٰہِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى
أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ٥ (سورۃ النحل رکوع ۸ پارہ ۱۴)

ترجمہ - اللہ کی قسم ہم نے
تجھ سے پہلے بھی قوموں
میں رسول بھیجے تھے - پھر
شیطان نے لوگوں کو ان
کی بد اعمالیاں اچھی کر دکھائیں
سو آج بھی اُن کا وہی
دوست ہے - اور ان کے
لئے دردناک عذاب ہے

حاصل

ہم نے آپ سے پہلے بھی کئی امتوں کی طرف انبیاء علیہم السلام بھجوائے مگر شیطان نے انہیں اپنے اعمال سابق ہی آراستہ کر کے دکھائے آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں بھی (شیطان لعین بدستور سابق کفار مکہ معظمہ کو ان کے اعمال آراستہ کر کے دکھا رہا تھا - اور پہلی اُمتوں کی طرح کفار مکہ سے بھی پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت کرا رہا تھا

ہم

تو جس راستے کو صحیح سمجھتے ہیں اسی کی راہ نمائی نہیں کرتے ہیں - آئندہ ان کی قسمت مانیں یا نہ مانیں مانیں گے - تو ان کا بھلا ہوگا - نہ مانیں گے - تو نتائج بد ان کے حق میں نکلیں گے - اللہ تعالےٰ انہیں نتائج بد سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الہ العالمین میں کسی مسلمان بھائی کو بُرے الفاظ سے یاد نہیں کرتا -

البتہ

یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں - کہ اگر میرا مسلمان بھائی صراط مستقیم سے پھسل جائے - تو محبت سے انہیں راہ راست پر بلاؤں - اور اس بے روی کے نتائج سے آگاہ کروں

میرے بھائی منکر حدیث

یہ تبلاؤ - کہ تم نے کسی محقق محدث سے علم حدیث پڑھا ہے - اگر کسی محقق محدث سے علم حدیث پڑھتے - تو انہیں چونکہ علم حدیث کا یقین ہوتا - تمہارے اندر بھی علم حدیث کا یقین پیدا ہو جاتا اگر تم

علم حدیث

اعلیحضرت مقتدانا و مولانا حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

یا

حضرت مولانا و مقتدانا - حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے زانوئے ادب تہ کر کے علم حدیث پڑھتے - تو کبھی منکر حدیث شریف نہ ہوتے - بلکہ علم حدیث کی طرف داعی ہوتے - اور تمہیں

علم حدیث شریف کی صداقت

پر وہ یقین ہو جاتا - جو ان کے دل میں تھا -

افسوس

ہے - اے منکر حدیث بھائی جن لوگوں کی تم نے صحبت پائی - وہ اس علم حدیث کے ماہر اور داعی نہ تھے - لہٰذا تم پہ علم حدیث شریف کی حق و صداقت کا

رنگ کس کی صحبت سے چڑھتا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

دعا

اے اللہ (تعالیٰ) تو میرے بھولے بھٹکے بھائیوں کو راہ راست پر لا - آمین یا الہ العالمین -

وہ مرد درویش جس کو حق نے دئے تھے انداز خسروانہ

کیا لکھوں۔ کس قلم سے لکھوں۔ کیا کہوں۔ کس منہ سے کہوں۔ اپنے قلم کی طاقت پر کل تک بڑا ناز تھا۔ لیکن آج یہ قلم ٹوٹ گیا ہے۔ اپنی خوش گفتاری پر بڑا گھمنڈ تھا۔ مگر آج ہونٹ سِل ہوگئے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قطعہ تاریخ وفات

قطب زماں حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ

ملتا نہیں ہے سراغ دین کا
خالی پڑا ہے ایاغ دین کا
یا تو گلشن میں لگ گئی آگ
گُل ہوگیا یا چراغ دین کا

۱۳۸۱ھ

۲۳ر فروری ۱۹۶۲ء — آزاد شیرازی

میرے پیر و مرشد۔ ہاں میرے اور میرے والد صاحب کے پیر و مرشد حضرت مولانا احمد علیؒ خدا کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آج سے چالیس برس پیشتر جب میں نے دنیا کی سرائے فانی میں آنکھ کھولی تو حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ کا پاکیزہ اور نورانی چہرہ دیکھا۔ اُن کی زبان حق بیان نے میرے کانوں میں اللہ تعالےٰ کی کبریائی کا صور اسرافیل پھونکا۔ میرے جیسے گناہگار آدمی کے لئے یہ فخر کچھ کم نہیں۔ کہ پیدا ہوتے ہی حضرت مولانا کے ہاتھوں میں دے دیا گیا۔ انہوں نے میرے کان میں اذان فرمائی۔ مجھے اپنے لعاب دہن سے تر کرکے گھٹی دی۔ اور میرا نام تجویز فرمایا۔

اور جب میں نے ہوش سنبھالا۔ تو گھر میں حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ کے دینی رسائل کے مطالعہ نے طبیعت کو علم دین کی طرف راغب کردیا۔

والد صاحب قبلہ حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ کے ابتدائی چند مریدوں میں سے ہیں۔ اُن دنوں جب لاہور شہر میں شرک و بدعت کی وبا ہیضے اور چیچک کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔ حضرت مولانا فرنگی حکومت کی طرف سے نظر بند ہوکر لاہور تشریف لائے۔ اور آپؒ نے لاہور شہر کو نورِ توحید سے روشن کرنے کا فیصلہ نہایت بے سروسامانی کے عالم میں کیا اور مرتے دم تک اپنے اس جہاد کو جاری رکھنے کی توفیق بارگاہ خداوندی سے انہیں میسر رہی۔

میری نوجوانی کا دور تھا۔ جب میں خاکسار تحریک میں شامل ہوا۔ حضرت مولانا نے بانیٔ تحریک علامہ المشرقی سے متعلق بھی ایک پمفلٹ شائع فرمایا تھا۔ اس لئے والد صاحب وہ اس تحریک میں شمولیت کی مخالفت ضرور کرتے رہے۔ لیکن میرے جذبہ جہاد اور جوش دینی کی نہ صرف والد صاحب بلکہ حضرت مولانا نے بھی کبھی حوصلہ فرسائی نہ فرمائی۔ کیونکہ حضرت مولانا خود اس تحریک کے عسکری پہلو کی اہمیت کے معترف تھے۔ بلکہ تحریک میں ایک مدت تک قاضیٔ عدالت کے عہدے پر فائز رہے۔ اور جب ۱۹۴۰ء میں سکندر حیات مرحوم کی حکومت نے خاکسار مجاہدین پر فائرنگ کی۔ تو بھی حضرت مولانا مرحوم حکومت کے اس اقدام کی مذمت فرماتے رہے۔ اور اس سلسلے میں قید و بند تک نوبت پہنچی۔

قیام پاکستان کے بعد جب سے روزنامہ سعادت لائل پور کا ایڈیٹر تھا۔ ہر مکتب فکر کے علمائے دین کا ایک اجتماع باغ بیروں یکی گیٹ میں ہوا۔ جس کی قیادت و صدارت حضرت مولانا نے فرمائی میں اس اجتماع میں شرکت کرکے مکمل روداد سعادتؔ میں نے شائع کی۔ اور اس پر ایک طویل اداریہ بھی لکھا جس پر حضرت مولانا نے بڑی خوشدلی کا اظہار فرمایا روزنامہ "آزاد" اور "نوائے پاکستان" لاہور کی ادارت کے سلسلے میں جتنی مدت لاہور میں میرا قیام رہا۔ حضرت مولانا سے فیض حاصل کرتا رہا۔ لیکن افسوس کہ چودہ

قطعہ تاریخ وفات

قطب زماں حضرت مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ

کُجا روی پیر و مرشد من
کہ من نیابم سراغ کعبہ
چرا خموش اند دوستانم
بگو کہ گُل یک چراغ کعبہ

۱۳۸۱ھ

۱۸ر رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ — آزاد شیرازی

شمع را بکشت آہ باد اجل ۱۳۸۱ھ

پندرہ برس سے لائل پور میں اُن سے دُور زندگی دنیاوی جھگڑوں میں ضائع ہوگئی۔

اور اب کہ حضرت مولانا کے ارشادِ گرامی کے مطابق لائل پور کی سرزمین سے ہجرت کرکے اس خالص عزم و ارادہ سے اسی رمضان کے شروع میں لاہور چلا آیا تھا۔ کہ باقی زندگی حضرت مولانا کی صحبت سے کسب فیض حاصل کرتا رہوں گا۔ اور زندگی کو ایک نئے سانچے میں ڈھالونگا مگر حضرت مولانا اپنے محبوب حقیقی سے جاملے۔

میں گزشتہ ہفتہ چند ضروری امور کی خاطر لائل پور گیا تو دوسری ہی رات حضرت مولانا خواب میں تشریف لائے اور فرمایا جلد لاہور آؤ۔ تم پھر لائل پور کیوں چلے گئے۔ ۲۴ تاریخ سے پہلے پہلے لاہور ضرور پہنچ جاؤ میں سب کام ادھورے چھوڑ کر دوسرے ہی روز یہاں چلا آیا۔ اور حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی سرگزشت بیان کرنے کا ارادہ ہی کر رہا تھا۔ کہ ۲۴ کی صبح کے سورج نے یہ رُوح فرسا خبر سنائی۔ کہ دین کا یہ مہر عالم تاب غروب ہوگیا۔

نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے جا رہا تھا۔ کہ پرانی انارکلی میں حضرت مولانا تاج محمود صاحب لائل پوری۔ آغا شورش کاشمیری، حضرت مولانا مجاہد الحسینی اور دوسرے احباب سے ملاقات ہوگئی۔ مولانا تاج محمود نے مجھے محبت سے بغل میں لے لیا۔ بے اختیار میرے آنسو نکل پڑے۔ اور میں نے کہا۔ حضرت مولانا میں آج روحانیت کا قائل ہوگیا ہوں۔ وہ بہت متعجب ہوئے کیونکہ میں اب مقام حیرت سے آگے پہنچ چکا ہوں۔

۲۳ فروری کو والد صاحب کی داہنی ٹانگ میں شدید درد اُٹھا۔ رات بھر درد کی شدت کے باعث انہیں نیند نہ آئی۔ علاج معالجہ کے باوجود وہ چارپائی سے اُٹھ نہ سکتے تھے۔ اُن کے بڑھاپے اور تکلیف کے باعث میں انہیں گھر چھوڑ کر اکیلا ہی جنازہ میں شرکت کے لئے گھر سے نکل گیا تھا۔ لیکن جب میں نماز جنازہ سے شرکت کے بعد واپس گھر پہنچا۔ تو معلوم ہوا حضرت مولانا کے جنازہ میں شرکت کے لئے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ گھر آئے۔ میں نے کہا آپ اس تکلیف کے عالم میں کیوں باہر نکلے۔ فرمانے لگے۔ تمہیں کیا پتہ ہم نے زندگی میں حضرت مولانا سے کیا فیض حاصل کئے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ کیسے روحانی تعلقات تھے۔ اللہ اکبر۔

باتیں ہماری یاد رہیں پھر باتیں نہ ایسی سُنیئے گا
باتیں ہماری سُنئے گا تو دیر تک سر دُھنئے گا

حضرت مولانا کی زبان حق ترجمان سے بہت سی باتیں سُننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ لیکن یہ دو باتیں کبھی نہ بھولیں گی۔ آپ بھی سُن لیجئے۔ شاید زندگی کی تاریک راتوں میں کبھی راہ ہدایت دکھانے کا باعث بن جائیں۔

ایک بادشاہ تھا۔ اُس کے ایک نجومی نے بادشاہ کو بتایا۔ کہ فلاں تاریخ فلاں دن فلاں ساعت ایک ایسی ہوا کا اس ملک سے گزر ہوگا۔ جس کے اثر سے سارا ملک دیوانہ ہو جائے گا۔ بادشاہ نے کہا۔ اس سے بچاؤ کا کوئی طریقہ نکالو۔ نجومی کی ہدایت کے مطابق ایک تہہ خانہ بنایا گیا جس میں ہوا کا گزر نہ ہوسکے مقررہ دن بادشاہ اپنے وزیروں امیروں نجومی اور بیگمات سمیت تہہ خانہ میں چلا گیا۔ ساعت گزرنے کے بعد تہہ خانے سے باہر نکلا اور محل کی چھت پر گیا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ ساری رعایا کیا مرد کیا عورتیں بوڑھے جوان بچے بھی مادر زاد برہنہ ہوکر بازاروں میں ناچتے پھرتے ہیں۔ اور پاگلوں کی سی حرکتیں کر رہے ہیں۔ اس ہجوم کی جب نظر بادشاہ پر پڑی تو ہجوم نے بادشاہ کی طرف اشارہ کرکے "پاگل پاگل اور پاگل بادشاہ مردہ باد" کے نعرے لگانے اور محل کی طرف بڑھنا شروع کردیا بادشاہ گھبرا گیا کہ میری شامت آئی نجومی سے بولا کہ اب اس بلائے بے درماں سے نجات دلاؤ۔ نجومی نے کہا کہ بادشاہ سلامت بھی اپنے ساتھیوں سمیت برہنہ ہوجائیں تو نجات مل سکتی ہے۔ بادشاہ کا شعور زندہ تھا۔ اُس نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ لیکن اس کی جان پر بھی بنی تھی۔ ہجوم برابر محل کی طرف بڑھ رہا تھا نجومی نے محل کی چھت پر پانی کے چند مٹکے بھروا رکھے تھے۔ جن پر سے اس ہوا کا گزر ہوا تھا۔ اُس نے بادشاہ اور اُس کے ساتھیوں کو اُن مٹکوں کا پانی پلا دیا۔ جس کے اثر سے بادشاہ بھی اپنے ساتھیوں سمیت مادر زاد برہنہ ہوگیا۔ ہجوم نے جب یہ دیکھا۔ تو "بادشاہ سلامت زندہ باد" کے نعرے لگانے شروع کردیئے۔

اب یہ فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کہ آپ یا اس "سوادِ اعظم" اور اکثریت کے مردہ باد کے نعرے قبول کیجئے۔ اور احمقوں کی اس اکثریت سے اپنے پاگل ہونے کا فتویٰ برداشت کر لیجئے۔ اور یا اپنے شعور کو مردہ کرکے اس "ہجوم مومنین" میں مادر زاد برہنہ ہوکر گم ہوجایئے۔ اور زندہ باد کے نعرے لگوایئے ٥

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیرما
چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیرما

ایک صحبت میں حضرت مولانا نے یہ واقعہ بیان فرمایا۔

"میں مدینہ منورہ مسجد نبوی میں بیٹھا تھا۔ ایک بزرگ تشریف لائے سلام دُعا کے بعد میرے قریب بیٹھ گئے۔ مسجد نبوی کے باہر بازار سے لوگ گزر رہے تھے۔ جو مسجد سے دکھائی دیتے تھے۔ فرمانے لگے احمد علی۔ کیا دیکھ رہے ہو۔ یہ انسانوں کا ہجوم نہیں۔ چوپایوں اور جانوروں

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مولانا محمد اسحاق

عید مبارک

مسرت اور خوشی کا جو پیغام بار بار آئے اس کو عید کہتے ہیں چونکہ عید کا دن ہر سال خوشی کا ایک نیا پیغام لے کر آتا ہے۔ اس لئے اس دن کو عید کا دن کہا جاتا ہے۔ عید کا دن چونکہ رمضان شریف کے پورے مہینے کے مسلسل روزے رکھنے اور تراویح ادا کرنے کے بعد آتا ہے اس لئے فطرتاً اور طبعاً یہ دن اسلامی تہذیب میں بڑی مسرت اور شادمانی کا دن شمار کیا گیا ہے۔

عید کا چاند بے شمار خوشیاں، مسرتیں اور لطف انگیز کیفیتیں لے کر طلوع ہوتا ہے۔ اسلام کی مقدس تہذیب میں عید کا دن اور عید کی رات دونوں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"جو شخص عید کی رات کو عبادت اور خدا تعالےٰ کے شکریہ کے ساتھ زندہ رکھے گا یعنی جاگتا رہے گا۔ تو خدا تعالےٰ اس کے دل کو غفلت کی موت سے بچا لے گا یعنی اس کا دل خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوگا۔ مسلمانوں کے عقیدے میں چونکہ ہر عبادت اور ہر فریضہ کی ادائیگی اللہ تعالےٰ کی توفیق اور اس کی ہی عنایت پر موقوف ہے اس لئے ہر عبادت کو بجا لانے کے بعد خدا تعالےٰ کا شکریہ ضروری ہے چونکہ رمضان شریف کے روزے اللہ تعالےٰ کی توفیق سے رکھے گئے ہیں اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا شکریہ ادا کرو شکریہ انفرادی بھی ادا کیا جائے اور اجتماعی بھی۔ عید کی رات کو انفرادی شکریہ کا طریقہ یہ ہے کہ نوافل پڑھے جائیں اور خدا کی عبادت میں اس رات کو زندہ رکھا جائے۔ اور عید کے دن میں اجتماعی شکریہ کا طریقہ یہ ہے کہ تمام مسلمان عیدگاہ میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی عظمت اور اسلامی ڈسپلن اور جماعتی زندگی کا مظاہرہ کریں اور ایک امام کے پیچھے جمع ہو کر دو رکعتیں نماز واجب عیدالفطر کی نیّت سے ادا کریں۔ چونکہ اسلام کا مقصد یہ بھی ہے کہ اس دن ہر طبقہ کے مسلمان خوش ہو کر بیفکری کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی عظمت کا مظاہرہ کریں۔ اس لئے ہر کھاتے پیتے مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرے۔ یعنی پونے دو سیر گیہوں کا آٹا یا ساڑھے تیرہ سیر جَو یا جَو کا آٹا مساکین کو خیرات دے جو بچے نابالغ ہوں ان کی جانب سے بھی یہ صدقہ دیا جائے تاکہ ہر غریب آدمی اور اس کے بچّے اس دن پیٹ بھر کر کھانا کھا سکیں۔ اور پوری مسلم قوم کا کوئی بچّہ بھی عید کے دن بھوکا نہ رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص باوجود استطاعت کے یعنی صاحب نصاب ہوتے ہوئے بھی اپنی اور نابالغ اولاد کی جانب سے صدقہ فطر ادا نہیں کرتا۔ اس کے روزے قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتے۔ صاحب نصاب سے شریعت اسلامی کی مراد یہ ہے کہ روزمرہ کی ضرورت کے علاوہ کسی شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ ساڑھے سات تولہ سونا یا ۵۲½ تولہ چاندی اس مال سے حاصل ہو سکے۔

جس شخص کے پاس اتنا مال ہو اس پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہوگا اور اللہ تعالےٰ کا اجتماعی شکریہ ادا کرنے کی غرض سے صبح کی نماز کے بعد غسل کرنے اور اُجلے کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے کے بعد سب مسلمانوں کو عیدگاہ جانا چاہتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ عید کے دن صبح ہی سے اللہ تعالےٰ کے مقدس فرشتے آبادیوں، گلیوں اور کوچوں کے سرے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور امّت محمدیہ کو خطاب کرتے ہوئے پکارتے ہیں۔

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کے لوگو! اپنے اس پروردگار اور اپنے اس پالنہار کی عبادت کے لئے چلو جو تھوڑی عبادت کے بدلے میں اجر و ثواب بہت دیتا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔"

چونکہ یہ دن اللہ کی عبادت اور اس کی عظمت کے مظاہرہ کا ہے اس لئے گھر سے نکلتے ہی عیدگاہ کے راستہ میں مسلمان تکبیر پڑھتے ہوئے جائیں۔ تکبیر کے الفاظ اس طرح ادا کئے جاتیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ یعنی اللہ تعالےٰ سب سے بڑا ہے سب سے بزرگ ہے، اس کے علاوہ کوئی قابل پرستش نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور بہت بزرگ ہے اور ہر قسم کی خوبیوں اور ہر قسم کی تعریف کا وہی مستحق ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں عید کے دن جب مسلمان عید کی نماز ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالےٰ اپنے مقدّس فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے:۔

"اے میرے فرشتو! جب کوئی مزدور مزدوری پوری کر لے اور اپنا کام ختم کر دے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"

فرشتے عرض کرتے ہیں۔ "اے ہمارے آقا اور اے ہمارے مولا ایسے وفادار مزدور کو اس کی مزدوری ادا کر دی جائے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ "اے میرے فرشتو تم گواہ رہو۔ میں نے اپنے بندوں کے ان روزوں کے بدلے میں جو انہوں نے رمضان میں ادا کئے ہیں ان کو اپنی رضامندی اور مغفرت سے نواز دیا ہے۔

پھر مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:۔

"اے میرے بندو! مجھ سے مانگو۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم، تم آخرت کے متعلق جو چیز مجھ سے طلب کروگے وہ تم کو دونگا۔ اور دنیا کے متعلق جو سوال کروگے اس پر مہربانی سے توجہ کروں گا۔ تمہاری خطاؤں کو نظرانداز کروں گا۔ اور قیامت میں تمہاری پردہ پوشی کروں گا اور تم کو رسوا نہیں کروں گا۔" پھر ارشاد ہوتا ہے:۔ "جاؤ اپنے اپنے ٹھکانوں اور مکانوں کی طرف لوٹ جاؤ اس حال میں کہ تم بخشے بخشائے ہو۔ تم مجھ سے راضی ہو گئے اور میں تم سے راضی ہو گیا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مسلمان عیدگاہ سے مغفرت اور اللہ کی خوشنودی لے کر واپس آتے ہیں۔ اسلامی عید جس شان کے ساتھ منائی جاتی ہے وہ یقیناً دنیا کی قوموں کے تہواروں اور میلوں سے جداگانہ شان رکھتی ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ عید کے دن فسق و فجور سے پرہیز کریں اور بُری باتوں سے بچیں۔ برس کے برس دن کوئی ایسی بات نہ کریں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا موجب نہ ہو۔

امت محمدیہ کے ایک بہت بڑے پیر اور بہت مشہور بزرگ فرماتے ہیں:۔

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدُ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِیْدُ

ترجمہ:۔ عید ان لوگوں کی نہیں جنہوں نے نئے کپڑے پہنے۔ بلکہ عید ان لوگوں کی ہے جو خدا کی پکڑ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ شَرِبَ اَکَلَ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ الْعَمَلَ

ترجمہ:۔ عید ان لوگوں کی نہیں جنہوں نے خوب کھایا اور پیا۔ بلکہ عید ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کیا۔

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ جَذَّبَ الْعُوْدَ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَابَ وَلَا یَعُوْدُ

عید ان لوگوں کی نہیں ہے جو بہت سی خوشبوئیں استعمال کرتے ہیں بلکہ عید ان کی ہے جو آج کے دن ایسی توبہ کرتے ہیں جس کو توڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ نَصَبَ الْقُدُوْرَ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ سَعِدَ بِالْمَقْدُوْرِ

عید ان لوگوں کی نہیں ہے جنہوں نے عید کے دن بڑی بڑی دیگیں کھانوں کی پکائیں بلکہ عید ان کی ہے جنہوں نے اپنی طاقت کے موافق نیک بننے کا عہد کیا۔

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ تَزَیَّنَ بِزِیْنَۃِ الدُّنْیَا
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِ التَّقْوٰی

عید ان کی نہیں ہے جنہوں نے دنیا کی زینت کا سامان جمع کیا ہے۔ بلکہ عید ان کی ہے۔ جنہوں نے پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کیا۔

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَرَکَ الْخَطَایَا

عید بڑھیا بڑھیا شاندار سواریوں پر سوار ہونے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ عید خطاؤں کے ترک کر دینے اور گناہوں سے باز آ جانے کا نام ہے

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ بَسَطَ الْبِسَاطَ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ جَاوَزَ الصِّرَاطَ

عید کی حقیقی خوشی ان کو نہیں ہے جو عمدہ عمدہ فرش اور بچھونے بچھا کر عید مناتے ہیں۔ بلکہ حقیقی عید کی خوشی سے وہ لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں جو قیامت میں صراط سے صحیح سالم گذر کر جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

عید کی کامل خوشی

ان ہی لوگوں کو ہوتی ہے۔ جو

رمضان کا پورا مہینہ خدا کی اطاعت گذارتے ہیں۔ پورے روزے رکھتے ہیں۔ تراویح پڑھتے ہیں اور بقدر استطاعت نوافل پڑھتے ہیں صدقہ فطر ادا کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ صاحب نصاب اپنی زکوٰۃ ادا کر چکے ہوتے ہیں کیونکہ ان صدقات ہی سے غریب

عبدالحمید شوق

لِلّٰہِ الْحَ

لِلّٰہِ الْحَمْد کہ پھر عید کا ساماں ہوا
ہو گئے خرمی سے زمزمہ خواں پیر و جواں
حبذا آج مسرت سے ہیں گلنار تمام
تیرے صدقے تیرے قربان رسولِ عربی
تجھ سے ٹکرا کے فنا ہو گئے ارضی معبود
روزہ داروں پہ ہے انوارِ سماوی کا نزول
عید نے شوق کو وہ
جس طرف دیکھئے اک

مسلمانوں اور زکوٰۃ دینے والوں کے اقرباء کو عید کی مسرّت نصیب ہوتی ہے۔ زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کے لئے عید کی خوشی میں حصہ لینے کا کوئی حق نہیں ہوتا کیونکہ ان کے اقرباء خدا کے فرض کئے ہوئے ٹیکس سے محروم رہتے ہیں۔ جو خدا نے مالداروں پر عائد کیا ہے جہاں صدقات و زکوٰۃ ادا کرنے کے اجور بے حد ہیں وہاں نہ دینے والوں کی پکڑ بھی بڑی زبردست ہے

۱۔ ابوہریرہؓ رسول پاک صلی اللہ

حمد

اپنی مخلوق پہ اللہ کا احسان ہوا
ہر گلی کوچہ میں جب عید کا اعلان ہوا
ماہِ رمضان کا کس قدر یہ فیضان ہوا
تجھ سے مکّہ کا بیابان گلستان ہوا
تیرا شیطان بھی تنگ آ کے مسلمان ہوا
حاصل ہر شخص کو اللہ کا عرفان ہوا
پایاں مسرّت بخشی
ش کا سامان ہوا

علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جو شخص سونے چاندی کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس کے مال کی تختیاں بنا کر قیامت میں اس شخص کی پیشانی اور پہلوؤں کو داغ دیا جائے گا۔ جب یہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ تو پھر گرم کر لی جائیں گی۔ اور قیامت کے پچاس ہزار برس والے پورے دن ان پر یہی عذاب ہوتا رہے گا۔ (مسلم۔ طبرانی)

۲۔ حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مال کو سانپ دیا جائے گا اور وہ سانپ اس کو ڈستا رہے گا۔ سانپ گنجا ہوگا۔ (صحاح) اور بہت پرانا اور سخت زہریلا۔

۳۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ مویشیوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے تو ان کو ان کے مویشی قیامت میں کاٹتے اور روندتے ہوں گے۔ (صحاح)

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے مال کی زکوٰۃ نہیں دی۔ قیامت میں اس کا مال ایک زہریلا اژدہا بن کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا جو اس کو کاٹتا رہے گا اور یہ کہہ کر کاٹے گا میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں۔ (ابن ماجہ۔ نسائی)

۵۔ حضرت مسروقؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ میں تاخیر کرنے والا ملعون ہے۔ زکوٰۃ نہ دینے والی کی نماز بھی قبول نہ ہوگی۔ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ مال تباہ ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ نہ دینے والے منافق ہیں۔ زکوٰۃ روکنے سے قحط پڑتا ہے۔ جس طرح زنا سے وبا پھیلتی ہے۔ پاک مال زکوٰۃ نہ دینے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور زکوٰۃ دینے سے مال پاک رہتا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والے عام طور سے وہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنے مال ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ یا فطرتاً بخیل بن جاتے ہیں۔ اس لئے بخالت کی بھی احادیث میں بڑی مذمّت آئی ہے۔

۱۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخل سے پناہ مانگی۔ (مسلم)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بخل سے بچو۔ بخل نے تم سے پہلوں کو بھی ہلاک کیا۔ (مسلم)

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخل کی وجہ سے خونریزی ہوتی ہے۔ بخل کی وجہ سے لوگ حرام کام بھی کر لیا کرتے ہیں۔ بخل کے سبب سے فسق و فجور پھیلتا ہے۔

۴۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بخل جتنا اسلام کو مٹاتا ہے اتنی کوئی اور چیز نہیں مٹاتی۔ (طبرانی)

۵۔ حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل جنت میں نہیں جائے گا۔ (طبرانی)

۶۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخیل جنت سے دور اللہ سے دور اور لوگوں سے دور ہے۔ مگر جہنم سے قریب ہے۔ (ترمذی)

۷۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمیوں کو اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے۔ بوڑھا زنا کار، بخیل اور متکبر۔ (ابن حبان)

۸۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ نے اپنے اوپر یہ بات واجب کر لی ہے کہ وہ سخی کو جنت میں بھیجے اور بخیل کو جہنم میں داخل کرے۔

جو شخص صدقات واجبہ اور نفقات واجبہ ادا کرتا رہتا ہے۔ وہ بخیل نہیں ہے اگر نفلی خیرات نہ بھی کرے تو اکثر علماء اس کو بخیل نہیں کہتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص پر افسوس ہے جو اپنے عیال کو مالدار

شیخ علی الطنطاوی

میری موت

میری موت دنیا کا کوئی عجیب غریب واقعہ نہیں ہے۔ کیونکہ مرنا تو بہر حال ہر جاندار کو ہے۔ البتہ میری موت اس لئے تعجب خیز بن گئی ہے کہ میں ایک دفعہ مرنے کے بعد پھر اس دنیائے فانی کی طرف لوٹ آیا۔ شاید اس لئے کہ دنیا والوں کو اس عجیب موت کی داستان سناؤں۔

میری زندگانی کا یہ عجیب وغریب واقعہ دو مہینے قبل بیروت میں سمندر کے ساحل پر پیش آیا۔ سمندر میں اس وقت زبردست تلاطم تھا، موجیں اونچے اونچے ٹیلوں تک بلند ہو کر ساحل پر عجیب ہیجانی کیفیت پیدا کر رہی تھیں۔ لوگ اس ہولناک منظر سے خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ دور دور تک سمندر کے کنارے چند آدمیوں کے علاوہ کوئی نظر نہ آتا تھا۔

مجھے تیرنا بھی نہ آتا تھا۔ اتنا ضرور تھا کہ ۳۰-۳۵ سال پہلے ایک استاد سے جنہیں خود بھی کبھی تیرنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا صرف اتنا سیکھا تھا کہ سینے تک پانی میں کھڑے ہو کر ہاتھ پیر پٹخنے اور سمندر کا کھاری پانی کافی مقدار میں پی جانے سے تیرنا آ جاتا ہے۔ میرے ساتھ اس وقت جامعہ زیتونہ کے ایک نوجوان تیونسی فاضل بھی تھے وہ بھی ٹھیک سے تیرنا نہیں جانتے تھے۔

●

ہم دونوں یہاں نہانے کے لئے آئے تھے۔ لیکن ساحل پر غسل کرنے والوں اور کرنے والیوں کی عریانی اور بے حیائی کے اخلاق سوز مناظر کی تاب نہ لا کر ہم نے یہاں سے ہٹ کر کسی ایک محفوظ اور الگ تھلگ مقام پر پانی میں اترنے کا فیصلہ کیا۔ یہ جگہ ایک بڑی گول چٹان کے بیچ میں واقع ہونے کی وجہ سے ایک بند سمندر یا جھیل کی شکل کی بن گئی تھی۔ یہ جگہ سمندر کی تلاطم خیز موجوں کی رسائی سے بھی محفوظ تھی۔ یہاں پانی تالاب جیسا پُرسکون تھا۔ جس میں کسی بچے کے لئے بھی ڈوبنے کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے۔

غرضیکہ ہم دونوں نے یہاں نہانا شروع کیا۔ میں نے پہلے تیراکی کی مشق شروع کی۔ کافی دیر تک پانی میں ہاتھ پیر مارتا رہا اس سے زیادہ میں اور کر بھی کیا سکتا تھا کیونکہ میں نے اس فن میں صرف اتنا ہی سیکھا تھا۔ جب تھک گیا تو باہر آ کر دھوپ اور ہوا سے لطف اندوز ہونے لگا۔ اس وقت میری صحت بہت اچھی تھی۔ نشاط اور چستی کی بنا پر میں اچھلتا رہتا تھا۔ گویا زمین خود مجھے اچھلنے کودنے پر مجبور کر رہی تھی۔ ان حالات میں موت مجھے بہت دور معلوم ہوتی تھی۔ ذہن و دماغ کے کسی گوشے میں موت کا تصوّر بھی نہ آتا تھا۔ حالانکہ موت انسان سے قریب ترین شے ہے۔ وہ اپنے دائیں بائیں، آگے پیچھے، ہر چہار طرف موت سے گھرا ہوا ہے۔ لیکن ہم ہمیشہ اس حقیقت کو بھلا دیتے ہیں۔

کچھ دیر تک دم لینے کے بعد دوبارہ پانی میں اترا۔ اس مرتبہ کچھ زیادہ دیر تک تیراکی کی مشق جاری رہی، کبھی ہاتھوں کو چلاتا، کبھی پیروں کو زمین سے اٹھانے کی کوشش کرتا۔ اس کوشش میں مجھے یہ احساس نہ ہو سکا کہ میں ایک ایک بالشت آگے بڑھتا جا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ میں اس محفوظ تالاب سے نکل کر سمندر میں پہنچ گیا۔

میں نے زمین پر پیر ٹکانے کی کوشش کی لیکن زمین غائب ہو چکی تھی۔ سر اٹھا کر اوپر دیکھنا چاہا تو کچھ بھی دکھائی نہ دیا اور سانس لینے کے لئے ہوا بھی نہ مل سکی۔ میں نے محسوس کیا کہ کھاری اور سخت نمکین پانی منہ اور ناک میں گھسا جا رہا ہے شدید درد و کرب کی کیفیت شروع ہو گئی تکلیف صرف سر اور پیٹ ہی میں نہ تھی بلکہ جسم کے روئیں روئیں میں بے چینی اور اضطراب محسوس ہو رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ میرے اوپر پتھر کی بھاری چٹان دھکیل دی گئی ہے اور اس کے نیچے سے مجھے اس طرح کھینچا جا رہا ہے جیسے کانٹوں میں پھنسے ہوئے ریشم کے دھاگے نکالے جاتے ہیں۔ اس وقت میرے لئے دنیا کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ ہوا کا ایک جھونکا نصیب ہو جائے تاکہ سانس لے سکوں۔ میں نے دل میں کہا۔ غالباً یہی

بنائے لیکن خود کو خدا کے سامنے مفلس لے جائے (دیلمی) یعنی صدقات و خیرات میں بخل کرے اور اپنا مال اپنے ورثاء کے لئے چھوڑ جائے

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دو خصلتیں مسلمان میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ ایک بخل دوسرے کذب۔

حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا" دو باتیں انسان کو بوڑھا کر دیتی ہیں۔ ایک مال کی حرص دوسرے عمر کی حرص۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بخل مہلکات سے ہے (طبرانی) یعنی بخل انسان کو دنیا اور آخرت میں ہلاک کر دیتا ہے۔

میری موت ہے۔ جس کے بارے میں گفتگو کرنے سے مَیں بچا کرتا تھا اور جسے دنیا میں سب سے زیادہ دور اور انہونی چیز سمجھتا تھا۔ اسی لئے توبہ و استغفار کو روزانہ ٹالتا رہتا تھا۔ کبھی کہتا تھا کہ جوان ہو کر توبہ کر لوں گا۔ جب جوان ہؤا تو سوچا کہ چالیس سال کی عمر میں توبہ کر لوں گا۔ جب چالیس سال کی عمر ہوئی۔ تو دل نے کہا مکان بنوانے کے بعد توبہ کروں گا۔ لیکن جب مکان بن کر تیار ہؤا تو مَیں نے کہا۔ کہ ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد توبہ کروں گا اور خدا کے سامنے خوب گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ لوں گا۔ گویا مَیں نے ملک الموت سے وعدہ لے لیا تھا کہ ریٹائر ہونے سے پہلے مجھے موت نہیں آئے گی۔ لیکن وہ تو اچانک بلا اطلاع آ گئی۔

میرے ذہن میں سب سے پہلے یہ خیال آیا کہ مَیں آسان اور فوری موت کی تمنّا کیا کرتا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ مَیں نے خود ہی اپنی موت کو دعوت دی ہو۔ اور اس کی بناء پر مَیں خودکشی (معاذ اللہ) کا مرتکب قرار دیا جاؤں۔ مَیں نے سوچنا شروع کیا کہ مَیں پانی میں کس طرح داخل ہؤا تھا لیکن یادداشت جواب دینے لگی۔ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ابھی چند منٹ قبل کا واقعہ نہیں ہے بلکہ اس پر سو برس سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔ دنیا مجھے چھوٹی نظر آنے لگی۔ جیسے ہوائی جہاز پر اڑنے والے کو زمین کی چیزیں چھوٹی دکھائی دینے لگتی ہے۔ جس شخص کو کبھی جلدی میں ٹرین پر سوار ہونا ہوتا ہے۔ اسے گرد و پیش کی رعنائیوں، مناظر کی دل فریبیوں اور راستے میں ہونے والی رنگینیوں سے کیا کام! اسے تو بس کسی طرح اسٹیشن پہنچنے اور ٹرین پکڑنے کی فکر ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح جو شخص موت کو دیکھ رہا ہو اسے دنیا کی دل فریبیوں سے لطف اندوز ہونے کی فرصت نہیں ہوتی۔

خدا گواہ ہے کہ اس وقت دنیا میری نظروں سے اوجھل ہو رہی تھی بیوی بچوں تک کا خیال ذہن سے نکل چکا تھا۔ آپ افسانوں میں پڑھتے ہوں گے کہ ڈوبنے والے کو اپنے دوست احباب، کاروبار، علم و ادب کی دلچسپیاں، شعر و نغمہ اور تصنیف و تالیف کا خیال ستاتا ہے وہ یہ بھی سوچتا ہے کہ میرے بعد میرے بارے میں لوگ کیا رائے قائم کریں گے ——— لیکن ——— نہیں، آپ اس طرح کی باتوں پر ہرگز یقین نہ کیجئے۔ کم از کم مسلمان کو ایسی حالت میں اپنے مستقبل کے علاوہ کسی بات کی فکر نہیں ہوتی ہے۔

مَیں سوچنے لگا کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے۔ پہلے میں نے کلمہ شہادت پڑھنے اور توبہ و استغفار کرنے کی کوشش کی لیکن مَیں زبان بھی نہ ہلا سکا، کیونکہ منہ میں پانی بھرا ہؤا تھا۔ مجھے شدید تکلیفوں کا سامنا تھا۔ لیکن اس کے باوجود میرے خیالات کا سلسلہ ٹوٹا نہیں تھا۔ مَیں عجیب امید و بیم میں مبتلا تھا۔ کبھی موت کی وحشت طاری ہوتی تھی کیونکہ میرے نامۂ اعمال میں کوئی بھی تو ایسا عمل نہ تھا جسے لے کر خدا کے حضور حاضر ہو سکوں، کبھی یہ خواہش ہوتی تھی کہ کاش اس وقت مجھے دنیا اور اس کی آلودگیوں سے چھٹکارا نصیب ہو جاتا کیونکہ مجھے توقع تھی کہ اس وقت کی موت بحالت ایمان ہوگی

بہرحال موت میرے لئے اس وقت اچانک تھی جیسے کسی سُست طالب علم کے لئے امتحان اچانک اور خلاف توقع سر پر آ جاتا ہے۔ وہ روزانہ یہ سوچتا ہے کہ ابھی تو امتحان بہت دُور ہے لیکن جب امتحان ایک دم سے سر پر آ جاتا ہے تو اس کو حسرت، کف افسوس ملنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

مَیں نے غور کیا تو میری پوری زندگی میں صرف چند لمحے ایسے نظر آئے جس میں میرا دل ایمان کی حلاوت سے معمور تھا اور جن میں خلوص نیّت کے ساتھ مَیں خدا کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔ لیکن اس کے برعکس زندگی کی وہ طویل مدّت تھی جو غفلتوں اور گناہوں کے سمندر میں گذری تھی۔ مَیں ناواقفیت کی وجہ سے اس دھوکہ میں مبتلا تھا کہ زمانہ ابھی عرصۂ دراز تک میرا ساتھ دے گا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ زندگی اتنی مختصر ہے۔

مجھے حدیث نبوی کے وہ زرّیں الفاظ یاد آنے لگے۔ جو بچپن میں مَیں نے زبانی یاد کئے تھے۔

اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ

۱۔ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ
۲۔ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ
۳۔ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ
۴۔ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ
۵۔ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ

ترجمہ:۔ پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کی قدر کرو۔ (۱) جوانی کی بڑھاپے سے پہلے (۲) تندرستی کی بیماری سے پہلے (۳) فرصت کی مصروفیّت سے پہلے (۴) خوشحالی کی غریبی سے پہلے اور (۵) زندگی کی موت سے پہلے۔

مجھے سخت ندامت تھی کہ میں نے ان زرّیں نصیحتوں کو ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے کیوں نہ رکھا۔ اور انہیں اپنی زندگی کا نظام کیوں نہ بنا لیا۔ افسوس ہے کہ اس نصیحت کی حقیقت اب سمجھ میں آئی جب میری زندگی ختم ہو چکی ہے۔

زندگی میں جو چیزیں مجھے بہت زیادہ عزیز تھیں اور جن کے حصول کے لئے دوسروں سے مجھے لڑنا پڑتا تھا، ان میں سے کسی چیز میں بھی اب میرے لئے کوئی کشش نہ رہ گئی تھی، کوئی چیز میں اپنے ساتھ نہیں لے جا رہا تھا۔ مَیں نے کس حوصلے سے اپنا گھر بنوایا تھا۔ لیکن اب اس میں سے پتھر کا ایک ٹکڑا بھی میرے ساتھ نہ تھا۔ مال و دولت جو کچھ زندگی بھر کمایا تھا کچھ میرے کام آنے والا نہ تھا۔ ہاں اس میں سے صرف وہ رقم جسے مَیں سمجھتا

تھا کہ ضائع ہو چکا ہے۔ وہی اس وقت میرے کام کی تھی۔ یعنی جو کچھ میں نے خدا کی راہ میں خرچ کیا تھا اس کے سوا کچھ بھی میری ملکیت نہ تھی۔ میرے ہزاروں مقالات جو میں نے دسویں برس میں لکھے تھے اور جن کو پڑھ کر لاکھوں کروڑوں آدمی (بقول انہی کے) مجھ سے متاثر ہوئے تھے، لیکن میری تحریروں پر سر دھننے والے سب کے سب اس وقت غائب تھے کوئی بھی میری مدد کے لئے دکھائی نہ دیتا تھا۔ ان تحریروں میں سے بھی صرف وہی چند جملے مجھے اپنے حق میں مفید معلوم ہو رہے تھے جو میں نے خدا کی رضا جوئی کے لئے لکھے تھے، زندگی میں بڑے مزے لوٹے تھے لیکن اب زندگی کی کوئی لذت بھی ہاتھ میں نہ رہ گئی تھی، میں ڈوب رہا تھا اور دنیا مجھ سے منہ موڑ رہی تھی۔

میں نے خدا سے لو لگائی۔ اور اس کی رحمت و معفرت کا تصور آنے لگا۔ اس حالت میں بھی میرے اوپر امید اور زندگی کی محبت غالب آئی تو میں ہاتھوں اور پیروں کو حرکت دینے لگتا۔ کبھی ہاتھ اوپر اٹھا کر اشارے کرنے کی کوشش کرتا، پھر مایوسی کا غلبہ ہوتا تو اپنے کو خدا کے سپرد کر دیتا۔

میں سمجھتا تھا کہ اس حالت میں میرے اوپر کئی گھنٹے گذر گئے ہیں۔ لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ دو منٹ سے زیادہ یہ کیفیت نہیں رہی۔ بس اتنی سی دیر میں یہ تمام تکلیفیں اور یہ تمام افکار میرے ذہن میں گذر گئے۔

یہ بھی قدرت کی کرشمہ سازیوں کا ایک نمونہ ہے کہ آدمی خواب کی حالت میں بیس بیس برس کے واقعات صرف پانچ منٹ کے وقفے میں دیکھ لیتا ہے۔

بالآخر میرے ہاتھ پیر جواب دینے لگے اور میں سمندر کی گہرائی میں دھنسنے لگا تاکہ پھر کبھی پانی کے اوپر نہ ابھر سکوں۔ مجھے محسوس ہوا کہ کچھ لوگ مجھے پکار رہے ہیں۔ میرے ہاتھ سے کوئی سخت چیز ٹکرائی۔ وہ دراصل کشتی کا ایک کونہ تھا۔ اس وقت مجھے جو خوشی حاصل ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی مجھے پکڑ کر کشتی کی طرف اٹھا رہا ہے۔ پھر کچھ دیر کے لئے مجھے ہوش نہ رہا۔ بچانے والوں نے میرے دونوں پیر پکڑ کر مجھے الٹا لٹکا دیا۔ تاکہ پیٹ میں جو پانی بھر گیا ہے وہ نکل جائے۔

مجھے نئی زندگی ملی اور ایک قیمتی نصیحت، جسے میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ میں نے زندگی کی قیمت اور موت کی حقیقت سمجھ لی۔

واقعہ یہ ہے کہ ہم موت کی حقیقت سے پوری طرح واقف نہیں ہیں۔ ہم اسے عدم سمجھتے ہیں۔ اس لئے کسی عزیز یا دوست کو قبر میں اتارتے وقت نوحہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا محبوب وہ نہیں ہوتا جسے ہم قبر میں اتار آئے ہیں بلکہ اس کا جسم ہوتا ہے۔ اور جسم ایک پرانا کپڑا ہے جسے موت اتار پھینکتی ہے جیسے سانپ اپنی کیچل جھاڑ دیتا ہے۔ تو کیا کسی پرانے کپڑے کے لئے جو جسم سے اتار پھینکا جائے رونا مناسب ہے۔

موت ایک مختصر زندگی سے منتقل ہو کر ایک وسیع اور ابدی زندگی کی منزل میں قدم رکھنے کا نام ہے، ابدی نعمت یا دائمی کلفت۔ اگر موت عدم یا فنا ہونے کا نام نہ ہوتا تو یقیناً یہ ایک بڑی نعمت ہوتی۔

وَلَوْ اَنَّا اِذَا مِتْنَا تُرِکْنَا
لَکَانَ الْمَوْتُ رَاحَةَ کُلِّ حَیٍّ
وَلٰکِنَّا اِذَا مِتْنَا بُعِثْنَا
وَنُسْاَلُ بَعْدَهَا عَنْ کُلِّ شَیْءٍ

ترجمہ:۔ اگر مرنے کے بعد ہمیں چھٹکارا مل جائے تو موت ہمارے لئے باعث راحت ہو۔ لیکن موت کے بعد ہمیں پھر اٹھایا جائیگا اور پھر ہمارے ہر اعمال کی باز پرس کی جائے گی۔

جب موت ایک ضروری سفر کا نام ہے تو عقلمند آدمی کو اس کے لئے پہلے سے تیاری کر لینی چاہئے اور راہ اور سواری کا انتظام کر لینا چاہئے اسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے تاکہ اس کا خیال ذہن سے محو نہ ہو جائے۔ انسان کو اپنی ہر چیز پر نظر رکھنی چاہئے تاکہ جو چیزیں اس طویل سفر میں ساتھ لے جانے والی ہوں ان کے حصول کی فکر کرے اور جو چیزیں دنیا ہی میں چھوڑ دینا پڑیں گی ان کی طرف مائل نہ ہو اور ان سے کنارہ کش ہو جائے۔

آہ حضرت مولانا احمد علی علیہ رحمۃ اللہ

قمر اشرف

غم دے کے ہم کو صاحبِ ایماں چلا گیا — اللہ رے مفسرِ قرآں چلا گیا
انسانیت کو فخر تھا جس کی حیات پر — اس انجمن سے آج وہ انسان چلا گیا
دیباچۂ ممات کو حیرت میں ڈال کر — افسانۂ حیات کا عنواں چلا گیا
دنیائے بے ثبات سے اے چشمِ سوگوار — کیسے کہوں کہ عاشقِ یزداں چلا گیا
باطل کی دھجیاں جو اڑاتا تھا روز و شب — واقفِ جہان ہے وہ مسلماں چلا گیا
جس کی زبان پاک تھی اک تیغِ بے نیام — وہ باوقار، شہرِ خموشاں چلا گیا
ہر قلب جس کے واسطے رہتا ہے بیقرار — دو چار روزہ کے وہ مہماں چلا گیا

وہ جس کو دل کی دھڑکنیں زندہ ولی کہیں
وہ جانِ زندگی جسے احمد علیؒ کہیں

بقیہ اداریہ صفحہ ۲ سے آگے

رہے گی ایسی باتیں دیکھنے اور سننے میں آتی رہیں گی۔

یہ وہ تہذیب ہے جس نے ہمارے ہاں کے اچھے خاصے بیناؤں کو نابینا اور پڑھے لکھے نوجوانوں کی آنکھوں کو چکا چوند کر رکھا ہے۔ اور جس کی دلدادگی کی وجہ بہت سی اپوا کی بیٹیاں علماء پاکستان ہی سے بیزاری کا اعلان کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتیں۔

عورتوں سے

ہم اپنی ماؤں بہنوں سے عرض کریں گے کہ وہ ولائتی تہذیب کی جگہ ذرا مدنی تہذیب کا مطالعہ کریں ان کو معلوم ہوگا۔ کہ عورت کا کیا مقام ہے اور اس کی پاکیزگی کا اثر ساری قوم پر کس طرح پڑتا ہے

بہنو! مغربی تہذیب نسوانی خصوصیات کو فنا اور جوہر عصمت و حیا کو ختم کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ نکاح کا تقدس بھی باقی نہیں رہتا اور آزادانہ طور پر حیوانی جذبات کی تسکین ہی رواج بنتا جاتا ہے۔

بہنو! اگر خدانخواستہ جنوبی امریکہ کی طرح ہماری آبادی کی اکثریت بھی لغوی معنوں میں مادر پدر آزاد (حرامی) ہو جائے تو ہم ایک خوددار باحیا بلکہ مسلمان کہلانے کے مستحق رہ سکینگے؟

بیٹیو! نئی تہذیب کے نام سے ایسا نہ ہو کہ اوباش آپ کو چکمہ دے کر اپنا کھلونا اور بازاری سامان بنا دیں۔ آپ کو حیا کی پتلی، غیرت کا مجسمہ، گھر کی رانی، اخلاق عالیہ کا نمونہ اور اعلیٰ کیرکٹر رکھنے والی اولاد کی ماں ہونے کا فخر حاصل ہونا چاہئے

حکومت سے

ساتھ ہی ہم اپنی حکومت سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ ملکی نظم و نسق اور داخلی و خارجی سیاسیات کے ساتھ ساتھ قوم کی اخلاقی اور معاشرتی اصلاح و ترقی کی طرف خاص توجہ مبذول کرے۔ اور مغربی تہذیب کے ساتھ وہ سلوک کرے جس کی وہ اہل ہے ؎

تہذیب نَو کے منہ پہ وہ تھپڑ رسید کر
جو اس حرامزادی کا حلیہ بگاڑ دے

(مولانا ظفر علی خاںؒ مرحوم)

وظیفہ

مرتبہ۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

انسان کا فطرتی تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ جس کو ہر انسان خواہ مسلم ہو یا کافر اپنی عقل سے مانتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ

ترجمہ۔ اور البتہ اگر آپ ان سے سوال کریں۔ کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو ضرور یہی کہینگے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے۔ (جب وہ مانتے ہیں) پھر کدھر الٹے جا رہے ہیں۔ انتہی (سورۃ زخرف ع ۷)

ہر انسان کو جب سخت مصیبت پہنچتی ہے۔ اسباب ظاہری جواب دے دیتے ہیں۔ تو فطرت سلیمہ اس کی ہادی بنتی ہے۔ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے دروازے کے اور کہیں سے تیری حاجت پوری نہیں ہولی۔ پھر ادھر جاتا ہے اور مراد پاتا ہے۔

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

ترجمہ۔ اور جب ان کو (مشرکین کو) سائبانوں کی طرح (سمندر کی) موج ڈھانک لیتی ہے۔ تب ایک اللہ تعالیٰ ہی کو خالص کرکے پکارتے ہیں۔ انتہی

جب انسان خدا تعالیٰ کو اپنا خالق مانتا ہے۔ اور اسے کارساز جانتا ہے۔ اس کی فطرت اسے مجبور کرتی ہے۔ کہ ایسے شفیق مالک کے ساتھ رشتہ مؤدت و رحمت قائم رکھا جائے۔ اور ہر انسان کو یقین کامل ہے۔ کہ جس ذات پاک کو ہم اپنا کارساز و مالک حقیقی جانتے ہیں۔ وہ ہر حاجت و ضرورت سے پاک ہے۔ اس کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے۔ جسے ہم پورا کردیں تو وہ خوش ہو جائے۔ البتہ ایک چیز ہے۔ جس سے وہ خوش ہوتا ہے۔ وہ ذکر الٰہی ہے۔

جب انسان فطرت کی دستگیری سے فلسفہ یاد الٰہی کو سمجھ کر یاد حق کے لئے آمادہ ہوتا ہے اور اسے یقین ہو جاتا ہے۔ کہ میرے محبوب حقیقی کی رضا حاصل کرنے کے لئے میرے پاس سوائے ذکر کے اور کوئی بہتر راستہ نہیں ہے۔ تب شیطان لعین آکر اسے بہکاتا ہے۔ اور صحیح راستہ چھڑوا کر غلط راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور بجائے خدائے قدوس کے غیر اللہ کی عبادت شروع کرا دیتا ہے۔ اور انسان کو اس دھوکے میں گمراہ رکھتا ہے۔ کہ فلاں فلاں ہستی کی عبادت اور یاد ہی سے تمہارا مالک راضی ہوگا۔ چنانچہ کفار عرب کا یہ مقولہ (جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اسی گمراہی کا پتہ دیتا ہے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى

ترجمہ۔ ہم بتوں کی عبادت سوائے اس کے اور کسی غرض سے نہیں کرتے کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ میں قریب کر دیں۔

چونکہ شیطان لعین کو قیامت کے دن تک مہلت ملی ہوئی ہے۔ اور اس کا مقصد سوائے اغوائے انسانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے رحمت الٰہی جوش میں آتی رہی۔ اور انبیاء علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً بھیجتی رہی۔ تاکہ لوگوں کو دام شیطان سے نکال کر حلقہ بگوش رحمان بنا دیں۔ اسی پاک و مبارک مقصد کی تکمیل کے لئے سید المرسلین، خاتم النبیین شفیع المذنبین

کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آنحضور سراپا نور فداہ ابی امی نے جب کلمہ لا الہ الا اللہ کا اعلان فرمایا۔ تو مشرکین عرب نے باوجود خدا تعالیٰ کی ہستی و عظمت تسلیم کرنے کے، علَم خلاف بلند کیا۔ اور اس مخالفت نے قتال و خون ریزی تک نوبت پہنچائی اور حسب اعلان الٰہی شدید لڑائیوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح پائی۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا (الآیۃ)

ترجمہ۔ بے شک ہم اپنے رسولوں کی مدد کیا کرتے ہیں۔ انتہی

آفتاب نبوت کی ضیاباری کا اثر

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتاب نبوت کی ضیا باریوں نے شرک و کفر کے سیاہ داغوں کو سطح قلوب سے مٹا دیا۔ اور اس مبارک وطن حبیب کا ہر فرد مسلم مظہر انوار الٰہی بن گیا۔ لیکن آپ یہ بھی پیشین گوئی فرما گئے تھے۔ کہ آئندہ چل کر پھر ایک زمانہ آنے والا ہے۔ جس میں پھر مسلمانوں میں وہی امراض پیدا ہو جائیں گے۔ جو پہلی امتوں میں موجود تھے۔ آپ کا ارشاد ہے۔

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ

ترجمہ۔ (اے مسلمانو!) البتہ ضرور تم پہلے لوگوں کے طریقے اختیار کروگے۔ بالشت کے مقابلہ بالشت اور ہاتھ کے مقابلہ میں ہاتھ بھر پورے اتروگے انتہی

چنانچہ آج چودھویں صدی کے جس دور میں ہم جا رہے ہیں۔ اس تیرہ صد سالہ پیشتر والی پیشنگوئی کا ظہور و صداقت پا رہے ہیں

فرض علماء

اس تباہی خیز و فتنہ انگیز دور میں علماء کرام کا فرض ہے۔ کہ انوار محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا وہ نور جو ان کے سینوں میں روشن ہے۔ اس کی مشعل سے گم گشتگان راہ ہدایت کو شاہراہ محمدی پر لائیں۔ اور سو سو شہیدوں کا اجر پائیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ (رواہ البیہقی)

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضی سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے فساد کے وقت جس شخص نے میری سنت کو پکڑ لیا۔ پس اس کے لئے سو شہید کا اجر ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحْیَانِیْ وَمَنْ اَحْیَانِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ بہشت میں اکٹھا ہوگا۔ انتہی

لہٰذا علماء کرام کا فرض ہے۔ کہ جانشین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کے لحاظ سے آج اس دور فساد میں وہ راہ عمل اختیار کریں۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تازہ کی ہو

فضیلت دُعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ (اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہی عبادت ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا (انتہی)

اس روایت کو ابوداؤد۔ ترمذی نسائی۔ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دعا عبادت کا گودا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی چیز زیادہ معزز نہیں ہے۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ذکر الٰہی

ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کوئی قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے نہیں بیٹھتی مگر فرشتے اسے گھیرا کر لیتے ہیں اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے۔ اور ان پر اطمینان قلب نازل ہوتا ہے۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ اس جماعت میں یاد کرتا ہے۔ جو اس کے ہاں ہے اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اور میری یاد سے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں۔ تب میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے

عبرت

برادران اسلام! جس دعا اور ذکر کی فضیلت آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوتی ہے۔ اس دعا سے مراد اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے اور ذکر سے مراد ذکر الٰہی ہے جس دعا کی قبولیت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ اٹھایا ہے۔ وہ وہی ہے۔ جو خدائے قدوس سے مانگی جائے۔ اور جس ذکر پر نزول رحمت الٰہیہ ہوتی ہے۔ وہ فقط ذکر الٰہی ہے۔ لہٰذا اگر آپ قبولیت دعا اور رحمت الٰہیہ کے امیدوار ہونا چاہتے ہیں۔ تو فقط

اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجئے - اور اسی سے مانگیئے جن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو یاد فرمایا ہے - ان الفاظ سے بہتر اور کوئی الفاظ یاد الہٰی کے لیے موزوں اور محبوب بارگاہِ الہٰی نہیں ہوسکتے - لہذا انہیں اذکار نبویہ ہی کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں - تا کہ آپ پر خدا تعالیٰ راضی ہو اور اس نکارہ کو بھی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احیاء سنت کی برکت سے عذاب سے نجات دے - آمین یا رب العالمین -

ذکر صبح و شام

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ - سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی معبود نہیں ہے - وہ ایک ہی خدا ہے - اس کا کوئی شریک نہیں - اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے - (انتہیٰ)

فضیلت اوّل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - جو شخص اس وظیفے کو روزانہ سو مرتبہ پڑھے - اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا - اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گناہ معاف کئے جائیں گے اور شام تک شیطان کے پہنچے سے محفوظ رہے گا (بخاری و مسلم)

عرضداشت

ابو داؤد اور ابن ماجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے - کہ جو شخص یہ وظیفہ صبح و شام پڑھے اس کو اس وظیفے کا ثواب فلاں فلاں چیز ملے گی - لہذا ثابت ہوا - کہ یہ وظیفہ صبح و شام کے وقت پڑھنا چاہئے مسلمان

شوق علوی

مگر دل اُداس ہے

(حضرت شیخ التفسیر کی وفات حسرت آیات سے متاثر ہو کر)

پھر آگئی ہے عید مگر دل اُداس ہے — خوشیوں کی ہے نوید مگر دل اُداس ہے
دن تو متاعِ عیش و مسرّت کا ہے ضرور — ہے وقت بھی سعید مگر دل اُداس ہے
آرائشِ حیات کا ساماں ہو چکا — نکلوں برائے دید مگر دل اُداس ہے
سامانِ خورد و نوش کے انبار ہیں لگے — کچھ میں بھی لوں خرید مگر دل اُداس ہے
ہر لب شرابِ زندگی سے آشنا ہوا — مَیں بھی ہوں پُر امید مگر دل اُداس ہے
خلدِ بریں کو چل دیئے وُہ شیخ نامدار — گو ہیں تو وُہ شہید مگر دل اُداس ہے
وہ عندلیبِ دین کیوں خاموش ہو گئی — ہے موت تو سعید مگر دل اُداس ہے

ہر شخص خوش ہے شوق مگر مَیں اُداس ہوں
ہاں ہے تو روزِ عید مگر دل اُداس ہے

بھائیو! خدا کے لیے غور کرو - کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ وظیفے کے فضائل جیسا اور کسی کا بنایا ہوا وظیفہ ہو سکتا ہے اور جو آپ کے بتلائے ہوئے وظیفے کا ثواب مل سکتا ہے - وہ اور کسی کے بتلائے ہوئے سے نصیب ہوسکتا ہے - ہرگز نہیں مشکوٰۃ شریف کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کے فصل ثالث میں مذکور ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی - مگر اتنی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اٹھا لی جاتی ہے واقعی یہ ہوا کہ جب ہم نے اپنے وظیفے ایجاد کئے - تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کردہ وظائف ہم سے چھوٹ گئے - خدا کے بندو! اللہ تعالےٰ سے ڈرو اگر شوق ہے - تو صبح اور شام کو مذکور الصدر وظیفہ ایک سو مرتبہ پڑھ لیا کرو - اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھنا چاہو - تو آپ ہی کے فرمودہ وظائف صبح و شام کے دوسرے بھی ملا لیا کرو وما علینا الا البلاغ

ذکر صبح و شام

(۲) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ - اللہ تعالےٰ سب عیبوں سے پاک ہے اور (سارے جہان میں) اس کی تعریف ہے -

فضیلت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے - جو شخص اس وظیفہ کو صبح و شام سو دفعہ روزانہ پڑھے تو کوئی شخص اس سے زیادہ بہتر (وظیفہ) نہیں لائے گا - مگر وہ شخص جو یہی وظیفہ انتہا ہی زیادہ پڑھے -

عبرت - مسلمان بھائیو! خدا تعالےٰ سے ڈرو - جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بہترین وظیفہ بتلا چکے ہیں - تو آپ کیوں ان بہترین وظائف کو چھوڑ کر ان وظائف کے پابند ہو رہے ہو - جن کا پتہ نہ دربار خداوندی سے لگتا ہے - نہ ارشادات محمدی سے ملتا ہے - اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ

بقیہ مردِ درویش صث سے آگے

کے ہجوم) ہیں"۔ میں نے تعجب سے انہیں دیکھا۔ انہوں نے میرے سر پر ایک ٹوپی رکھ دی اور فرمایا لو بازار کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا۔ انسانوں کے بجائے۔ اونٹ گھوڑے۔ بھیڑ بکریاں، کتے، بلیاں گیدڑ۔ بھیڑیے۔ خنزیر اور مختلف جانور چوپائے دکھائی دے رہے تھے۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ احمد علی۔ اپنے آپ کو بھی دیکھو۔ میں نے اپنی طرف دیکھنا چاہا بزرگ نے فوراً ٹوپی میرے سر سے اٹھالی۔ مجھے اپنی ٹانگیں دکھائی دیں۔ ہرن کی ٹانگوں سے مشابہ تھیں۔ سجدے میں گر گیا۔ اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا۔ کہ ہرن ہی سہی حلال اور شریف جانور تو ہوں"۔

حضرت مولانا کے عقیدت مندو۔ میرے پیر بھائیو۔! بزرگو! آؤ۔ آج ہم اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لیں۔ اپنے کردار کا محاسبہ کریں اور قرآن اور حدیث کے آئینے میں، شریعت اور طریقت کی روشنی میں اپنی شکل و صورت دیکھیں۔ معلوم کریں۔ کہ ہم نے جو انسانی جامہ اوڑھ رکھا ہے۔ اس کے نیچے کیا ہے کیا ہمارے باطن میں بھی انسانیت زندہ ہے۔ یا نہیں

ع بزمیر و نق طبع کمند یا دارند
دراز دستی ایں کوتہ آستیناں بیں

حضرت مولانا شرک و بدعت کے بتوں کو عمر بھر توڑتے رہے۔ ان سے عقیدت اور ارادت کا تقاضا یہی ہے۔ کہ ان کے مرقد پر انوار کو ہر قسم کے شرک و بدعت سے پاک رکھا جائے۔

ع توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

وما علینا الا البلاغ

بقیہ، مسائلِ عید الفطر

سنّت ہے۔ البتہ معذوروں کے لئے مساجد میں بھی جائز ہے (۶) عید کی نماز کے لئے جماعت شرط ہے اس لئے اگر کسی وجہ سے کوئی شخص جماعت میں شریک نہ ہو سکے تو۔ تنہا عید کی نماز نہیں پڑھ سکتا (۷) اور اسی طرح اگر کسی شخص کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو گئی تو اس پر بھی قضا واجب نہیں ہے۔ (۸) اگر کسی عذر کی وجہ سے عید کی نماز پہلے دن نہ پڑھی جا سکے تو دوسرے دن پڑھی جا سکتی ہے (۹) اگر کسی شخص کی واجب تکبیریں رہ گئی ہیں اور وہ امام کے ساتھ آکر قیام میں شریک ہوا تو نیت باندھ لینے کے بعد سب سے پہلے تین زائد تکبیریں کہے۔ اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو (۱۰) اگر کوئی شخص رکوع میں آکر شریک ہوا اور اس کو یقین ہے کہ میں تکبیریں کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جاؤں گا تو پہلے کھڑے ہو کر تینوں تکبیریں کہے پھر رکوع میں شریک ہو (۱۱) اور اگر رکوع چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور بجائے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کے رکوع میں ہی زائد تکبیریں کہے مگر ہاتھ نہ اٹھائے (۱۲) اور اگر اس کی تکبیریں پوری کر لینے سے پہلے امام صاحب رکوع سے سر اٹھالیں تو خود بھی کھڑا ہو جائے۔ جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ معاف ہیں۔ (۱۳) اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز کی چلی جائے تو اس کو چاہئے کہ امام کے سلام کے بعد جب اس رکعت کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کرے اس کے بعد تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے (۱۴) اگر امام صاحب تکبیر کہنا بھول جائیں اور رکوع میں خیال آئے تو ان کو بھی چاہئے کہ حالتِ رکوع میں تکبیریں کہہ لیں۔ قیام کی طرف نہ لوٹیں۔ (۱۵) اور اگر غلطی سے امام صاحب قیام کی طرف لوٹ گئے اور کھڑے ہو کر تکبیریں کہیں تو بھی جائز ہے۔ نماز فاسد نہ ہوگی (۱۶) کثرتِ اژدہام کی وجہ سے عیدین کی نماز میں سجدۂ سہو معاف ہے (۱۷) عیدین کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا سنّت مؤکدہ ہے لیکن اگر امام کو کوئی ایسا عذر ہو کہ جس کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر بھی جائز ہے (۱۸) اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ جو شخص عید کی نماز پڑھائے وہی خطبہ بھی پڑھے۔ لیکن اگر امام کو کوئی عذرِ شرعی پیش آ جائے تو دوسرا شخص خطبہ دے سکتا ہے (۱۹) سنّت یہ ہے کہ خطبہ مختصر ہو اور نماز طویل یعنی پوری نماز سے کم وقت میں خطبہ ختم ہو جائے۔

روزہ داروں پر ہے راضی آج ربِّ کائنات

حافظ نور محمد انور، کالا باغ

لطف زا محوِ طرب ہیں آج کے دن روزہ دار
ہو گیا ہے ان پہ بے شک آج فضلِ کردگار

عید کا دن ہے مسرت کے خزانوں کی کلید
ہو مبارک روزہ دارو! آپ کو یہ صبحِ عید

ہر طرف پھیلی ہوئی ہے شادمانی کی ضیا
رحمتِ حق آج ہر صائم پہ ہوتی ہے سوا

خیر مقدم جس مسلماں نے کیا رمضان کا
سمجھو لطفِ خاص اس پر ہو گیا رحمان کا

تیس دن پابندِ روزہ جو رہے ہیں نیک نام
دیتے ہیں ان کو ملائک آج بخشش کا پیام

آج ہے ان کے لئے لاریب یہ روزِ سعید
فیضِ روزہ سے ہے جن کی آج بر آئی امّید

اُلفت و اخلاص سے ملتے ہیں باہم اقربا
ہے مبارکبادیوں کی ہر طرف جاری صدا

کر رہے دل سے ادا ہیں کیا نمازِ عید آج
ہو رہی ہے صائموں کو ذاتِ حق کی دید آج

کیوں نہ ہو خوشنودیٔ حق مومنو! وجہِ نجات
روزہ داروں پر ہے راضی آج ربِّ کائنات

رحمتِ حق سے جو انور خود رہے محروم ہیں
فی الحقیقت آج وُہ ناشاد ہیں مغموم ہیں!

خدام الدین - لاہور

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/G مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری B.C-T.۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

یہ عید عید فطر ہے فطرے کرو ادا
حکم ہے رب خدائے مجید کا

مسائلِ عید الفطر

مولانا محمد احمد صاحب تھانوی

نمازِ عید

رمضان گذر جانے کے بعد یکم شوال کو شکرانہ کے طور پر دو رکعت نمازِ عید واجب ہے جس کے احکام درج ذیل ہیں۔

(۱) عید کے دن غسل کرنا (۲) مسواک کرنا (۳) خوشبو لگانا (۴) عمدہ کپڑے جو میسّر ہوں پہننا (۵) کنگھا کرنا (۶) صبح کو سویرے اٹھنا (۷) عیدگاہ میں جلدی پہنچنے کی کوشش کرنا (۸) عیدگاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز چھوارے، کھجور وغیرہ کھا لینا (۹) عیدگاہ جانے سے پہلے ہی صدقۂ فطر ادا کر دینا (۱۰) عیدگاہ میں ہی عید کی نماز پڑھنا (۱۱) ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۲) عیدگاہ کو پیدل جانا (۱۳) راستہ میں آہستہ آہستہ تکبیر پڑھنا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

یہ تیرہ چیزیں عید سے قبل سنّت ہیں (۱۴) عید کے روز ہر قسم کی نفلیں ہر جگہ مکروہ ہیں۔ البتہ عید کی نماز کے بعد گھر آ کر نفلیں پڑھی جا سکتی ہیں (۱۵) عیدگاہ میں عید کے بعد بھی نفلیں پڑھنا مکروہ ہیں (۱۶) عید کی نماز میں صرف چھ تکبیریں زائد ہوتی ہیں۔ تین پہلی رکعت میں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کے بعد اور تین دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے۔ باقی نماز عام نمازوں کی طرح ہے

صدقۂ فطر

غریبوں کی امداد و اعانت کے لئے عید کے دن صدقۂ فطر واجب ہے جس کے مسائل درج ذیل ہیں۔

(۱) جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اس پر صدقۂ فطر بھی واجب ہے (۲) زکوٰۃ کے لئے مال پر سال گذرنا شرط ہے مگر صدقۂ فطر میں یہ بھی شرط نہیں ہے (۳) روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں لیکن ہر مسلمان عاقل، بالغ، آزاد پر جس کے پاس مال موجود ہو صدقہ واجب ہے (۴) بالغ مرد پر اپنے غلام اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی واجب ہے (۵) عورت پر صرف اپنی طرف سے واجب ہے بچوں کی طرف سے واجب نہیں (۶) صدقۂ فطر صبح صادق کے وقت سے واجب ہوتا ہے۔ اس لئے جو شخص صبح صادق سے پہلے مر جائے اس کی طرف سے واجب نہیں ہوگا اور جو بچہ صبح صادق کے بعد پیدا ہو اس کی طرف سے بھی نہیں دیا جائے گا (۷) البتہ جو شخص صبح صادق کے بعد مرا ہے اس کے مال سے دیا جائیگا۔ اور جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہؤا ہے اس کی طرف سے بھی باپ پر واجب ہوگا (۸) اگر کسی وجہ سے عید کے دن صدقۂ فطر ادا نہ کیا گیا تو بعد کو ادا کرنا واجب ہے ساقط نہیں ہوگا۔

نمازِ عید کے متفرق مسائل

(۱) عید کی نماز کے بعد جمعہ کی طرح دو خطبے سنّت ہیں لیکن ان کا سننا واجب ہے (۲) عید کے دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھنا بھی سنّت ہے (۳) عیدین کے خطبوں کی ابتداء تکبیر سے کرنا مستحب ہے۔ پہلے خطبہ میں نو مرتبہ اور دوسرے میں سات مرتبہ تکبیر پڑھی جاتی ہے (۴) عید کے دن عورتوں، مریضوں اور مسافروں کے لئے بھی عید کی نماز سے قبل نفلیں پڑھنا مکروہ ہے (۵) عیدین کی نماز عیدگاہ ادا کرنا

(باقی صـ۱ پر)

... عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر ... دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔